خدا کے مسلسل نشانوں سے فائدہ اٹھائیں

(فرمودہ ۲۱/ اکتوبر ۱۹۲۷ء)　　　　۱

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں بیان کیا تھا کہ ہمیشہ ہی سچائی اور حق کی اشاعت کے وقت اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو ان کی کسی مخفی شرارت کی وجہ سے یا ظاہری گناہوں کے سبب اس بات کے لئے چن لیتا ہے کہ اس کے سلسلہ کی اشاعت کے راستہ میں روک ڈالیں۔ اور اس کی جماعت کی ترقی میں رخنہ اندازی کریں۔ کبھی ایسے لوگ خود جماعت میں سے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کبھی جماعت سے تعلق نہیں رکھتے لیکن نام سے تعلق رکھتے ہیں۔ کبھی نہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں نہ نام سے بلکہ الگ ہوتے ہیں یہ لوگ خفیہ ریشہ دوانیوں کی وجہ سے یا ظاہری فتنہ پردازیوں کی وجہ سے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہمیں وہ طاقت اور قوت حاصل ہو گئی ہے جو خدا کے منشاء کو پورا ہونے سے روک دے گی۔ اور اس کے قائم کئے ہوئے نظام کو توڑ دے گی۔ کئی باتوں میں رکاوٹ پیدا بھی ہو جایا کرتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا جو منشاء ہوتا ہے اور جس بات کا وہ فیصلہ کر چکا ہے اس میں ایسے لوگ روک نہیں بن سکتے ان کی تمام کوششیں ان کی تمام تدبیریں اور تمام جدوجہد بعض اوقات بظاہر ایک غبار آلود مطلع پیدا کر دیتی ہیں۔ لیکن ان کی حیثیت غبار سے زیادہ نہیں ہوتی خس و خاشاک کی طرح اڑ جاتے ہیں اور کوئی نشان باقی نہیں رہتا۔ کبھی کبھی کچھ نشانات باقی بھی رہ جاتے ہیں مگر اس لئے کہ آنے والے منافقوں اور دشمنوں کے کام آئیں۔ جیسے رسول کریم ﷺ کے وقت کے منافقوں کی باتیں آج تک قائم ہیں اور ان سے ہندو عیسائی وغیرہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ یہ خیال کرنا کہ رسول کریم ﷺ کی وفات کے دو تین سو سال بعد آپ کے خلاف یہ الزام گھڑا گیا کہ آپ اپنی پھوپی زاد بہن کو ننگا دیکھ کر اس پر عاشق ہو گئے تھے یا یہ کہ اپنی بیوی کی لونڈی سے آپ کا تعلق

تھا یہ غلط ہے۔ دو تین سو سال بعد کے لوگ خواہ کتنے ہی دشمن ہوں اس قسم کے الزام نہیں گھڑ سکتے۔ رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد میں سمجھتا ہوں پچاس۔ ساٹھ سال بھی نہ گزرے ہوں گے کہ جن لوگوں کو آپ سے ذاتی بغض و عداوت تھی وہ مرگئے ہوں گے اور ان کے بعد آنے والوں کے سامنے رسول کریم ﷺ کی ایسی ہی صورت تھی جس سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی مخلوق سے شفقت ظاہر ہوتی تھی کیونکہ اس وقت کے لوگوں کو آپ سے کوئی گلہ شکوہ نہیں ہو سکتا تھا۔ گلہ شکوہ کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ کوئی معاملہ پڑا ہو۔ کوئی مقدمہ پیش آیا ہو۔ کچھ فوائد وغیرہ مدنظر ہوں مگر تین چار سو سال بعد آنے والوں کو کیا شکوہ ہو سکتا ہے۔ ان میں سے کسی کے مدنظر یہ بات نہیں ہوتی کہ مجھے یہ فائدہ ملنا چاہئے تھا۔ جو نہیں ملا۔ مجھ پر یہ سختی کی گئی ہے یا میرے فلاں معاملہ میں انصاف سے کام نہیں لیا گیا۔ پس وہ لوگ جو رسول کریم ﷺ کے زمانہ کے تھے جب فوت ہو گئے تو بعد والوں کو آپ سے کوئی ذاتی گلہ شکوہ نہ تھا۔ چونکہ ان کے ماں باپ نے انہیں یہ بتایا تھا کہ محمد (ﷺ) بڑے آدمی تھے۔ اس لئے وہ محبت سے ہی آپ کا نام لیتے تھے۔ اور اس وجہ سے ان کے تعلقات رسول کریم ﷺ سے محبت کے ہی ہو سکتے تھے کینہ اور بغض کے نہیں ہو سکتے تھے۔ کینہ کے تعلقات انہی کے ہوتے ہیں جن کے دل میں کسی قسم کی حرص و آز ہو اور وہ پوری نہ ہوئی ہو۔ مثلاً رسول کریم ﷺ نے ایک دفعہ مال تقسیم کیا۔ ایک شخص کو مال حاصل کرنے کی حرص تھی مگر اسے نہ ملا۔ اس پر اس نے کہا آپ نے ایسی تقسیم کی ہے کہ خدا کی رضا کو مدنظر نہیں رکھا لیکن آپ کی وفات کے سو سال بعد کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا۔ پس چونکہ آپ کی وفات کے بعد شکوہ و شکایت کا سبب نہ پیدا ہو سکتا تھا۔ اس لئے کوئی آپ کی ذات پر الزام ہی نہیں لگا سکتا تھا۔ ہاں کفر والی دشمنی ہو سکتی تھی۔ اور وہ اسی طرح کہ واقعات کو بگاڑ کر کفار پیش کریں۔ نئے واقعات وہ نہیں بنا سکتے۔ پس جس قدر ایسے واقعات مشہور ہیں۔ جن میں رسول کریم ﷺ کے کیرکٹر پر حملہ ہوتا ہے۔ ان کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ آپ کی وفات کے دو تین سو سال بعد بنے غلط ہے۔ انہیں رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں ہی منافقوں نے آہستہ آہستہ پھیلایا۔ جس سے ان کی غرض یہ تھی کہ رسول کریم ﷺ کی طاقت کو کمزور کریں۔ اس کے بعد بعض لوگوں نے روایتیں بنالیں۔ ایسے راوی بے وقوف ضرور تھے۔ مگر انہوں نے یہ باتیں خود نہیں گھڑیں جنہوں نے گھڑیں وہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ کے ہی لوگ تھے۔ جنہیں کوئی نہ کوئی آپ سے شکوہ تھا۔ پس ہمیشہ ہر کام میں روک پیدا کرنے والے پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں جس

طرح خدا تعالیٰ کا سلسلہ چلتا ہے ان فتنہ پردازوں کی ذریت بھی چلتی ہے۔ ایسے لوگ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں بھی تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں بھی تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی تھے۔ انہیں بھی کسی نے کہہ دیا تھا۔ آپ نے مال تقسیم کرتے ہوئے اپنے لئے زیادہ کپڑا رکھ لیا۔ اور اس سے کرتا بنوالیا ہے اسی طرح ایک دفعہ حضرت عمرؓ عبدالرحمٰن بن عوف سے صید حرم کے متعلق فیصلہ پوچھ بیٹھے۔ کیونکہ قرآن کریم کا یہ حکم ہے کہ اگر کوئی احرام میں جانور کو مار دے تو اس کے متعلق دو آدمی فیصلہ کریں۔ اگر رسول کریم ﷺ کے سامنے بھی ایسا واقعہ آتا تو آپ بھی کسی اور کو شامل کر لیتے۔ مگر جب حضرت عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ اور انہوں نے رائے بتائی حضرت عمرؓ نے کہا میری بھی یہی ہے تو اسی بے وقوف سائل نے کہہ دیا۔ اچھا خلیفہ بنا پھرتا ہے جسے دین کا بھی پتہ نہیں اور دوسروں سے پوچھتا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کوڑا اٹھا کر اسے مارا کہ تم نے عدالت کی جو ہتک کی ہے اس کی سزا دی جاتی ہے۔ پھر ایسے لوگ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بھی تھے۔ جنہوں نے بارہ لسٹیں ایسی تیار کی تھیں جن میں اپنے خیال میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خیانت کے کام درج کئے تھے۔ پھر حضرت علیؓ کے خلاف بھی ایسے ہی لوگ تھے۔ غرض جب تک خلافت صادقہ قائم رہی ایسے لوگ بھی موجود رہے۔ اب تیرہ سو سال کے بعد خدا تعالیٰ نے سلسلہ احمدیہ قائم کیا۔ اس وقت جس طرح مومنوں کی جماعت اس کے گرد جمع ہو گئی۔ منافقوں کی ٹولی بھی پیدا ہو گئی۔ جنہوں نے گندے سے گندے اتہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر لگائے۔ جو دیانت اور تقویٰ کے خلاف تھے۔ جو پاکیزگی اور بزرگی کے خلاف تھے۔ ایسے لوگ بظاہر جماعت میں سے کہلاتے تھے مگر گندے اور ناپاک الزام لگاتے تھے۔ پھر حضرت خلیفہ اول جب خلیفہ ہوئے تو ان کے متعلق بھی یہ کہنے والے موجود تھے کہ روپیہ کھا جاتے ہیں اپنی حکومت جمانا چاہتے ہیں حتیٰ کہ فسق و فجور تک کے اتہام لگائے گئے۔ پھر میرا زمانہ آیا۔ اب بھی اور جب تک بھی خلافت رہے گی ایسے لوگ ساتھ ہی رہیں گے کیونکہ جہاں مومنوں کا ہونا ضروری ہے وہاں منافقوں کا ہونا لازمی ہے۔ میں نے خلافت کے شروع ایام میں ایک تقریر کی تھی اور بتایا تھا کہ اس اس رنگ میں فساد اور فتنہ کھڑا ہو گا۔ اس تقریر کو سامنے رکھ کر اگر کوئی اس زمانہ کو دیکھے جب وہ تقریر کی گئی تو وہ حلف اٹھا کر کہہ سکتا ہے کہ ان واقعات میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو اس وقت پایا جاتا۔ پھر آج کے حالات دیکھے تو اسے معلوم ہو جائے کہ وہ ایک زبردست پیشگوئی تھی۔ جو خدا تعالیٰ کے تصرف سے کی گئی تھی۔ میری مراد ۱۹۱۵ء

کے سالانہ جلسہ کی تقریر سے ہے۔ جس میں حضرت عثمانؓ کے زمانہ کے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ اور بتایا گیا ہے کہ اب بھی ایسے واقعات رونما ہو سکتے ہیں۔ اس وقت سننے والوں نے سمجھا ہو گا۔ عام نصیحت کی جا رہی ہے۔ مگر وہ واقعات تھے جو میری زبان پر جاری کئے گئے۔ پھر آج سے نو سال قبل اسی ممبر پر اسی مسجد میں اسی دن اور اسی وقت خطبہ میں مَیں نے اپنی ایک رویا بیان کی تھی کہ مجھے منافق بتائے گئے ہیں جن کا اس قسم کا نقشہ ہے۔ میرا خیال ہے یہ سترہ یا اٹھارہ عیسوی کا خطبہ ہے اس خواب میں موجودہ فتنہ کا صحیح نقشہ بیان کر دیا گیا تھا۔ اور اس کی بنیاد بھی بتا دی گئی تھی مگر میں دیکھتا ہوں۔ ہماری جماعت نے نفاق کی حقیقت کو نہیں سمجھا اور بہت لوگ اس لئے دھوکا کھا جاتے ہیں کہ انہوں نے منافقوں کے کام کو نہیں سمجھا۔ حالانکہ منافقوں کا ذکر اتنی تفصیل سے قرآن کریم میں کیا گیا ہے کہ بغیر کسی نوٹ کے اگر اسے ایک جگہ لکھا جائے تو آج کل کے منافق جو حالات بیان کرتے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تعریف کی گئی ہے وہی طریق وہی دلیل اور وہی اعتراض آج ہوں گے جن کا ذکر کیا گیا اور جب گرفت ہو گی تو وہی جواب لفظاً لفظاً ان کا ہو گا جو پہلے دیا کرتے تھے۔ وہی عذر ہوں گے۔ وہی بہانے ہوں گے۔ اتنی مشابہت کو دیکھ کر کہنا کہ ابھی تک ہمیں منافقوں کے متعلق علم نہیں دیا گیا کیسی نادانی ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ ایسے اشخاص کے پاس جا کر بیٹھتے ہیں۔ ان کی گھنٹوں صحبت رہتی ہے اور ان کو معلوم ہے کہ وہ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں لیکن جب پوچھا جاتا ہے کہ فلاں شخص تمہارے پاس آ کر اس قدر کیوں بیٹھتا ہے تو کہہ دیتے ہیں یونہی بیٹھتا ہے۔ کوئی منافقت اور فتنہ کی بات تو نہیں کرتا۔ مگر کون عقل مند خیال کر سکتا ہے کہ وہ شخص اس کی منافقت میں شامل نہیں۔ جب وہ ادھر ادھر ایسے لوگوں کو تلاش کرتا رہتا ہے۔ تاکہ ان سے فتنہ انگیزی کی باتیں کرے تو کس طرح ممکن ہے کہ تمہارے پاس پانچ پانچ چھ چھ گھنٹے بیٹھا باتیں کرتا رہے مگر کوئی منافقت کی بات نہیں کرتا۔ یہ ایسا دعویٰ ہے جس کے تسلیم کرنے کے لئے بہت بڑی بے وقوفی کی ضرورت ہے۔ بھلا ایک ایسا شخص جس کی طبیعت میں نیش زنی ہے وہ اپنی دوستی کے لئے کسی مخلص کو کیونکر چن سکتا ہے۔ ہر شخص دوستی کے لئے اپنی طبیعت کے مطابق انسان چنتا ہے یہ خدا تعالیٰ کے قانون اور فطرت کا تقاضا ایسا ہے جو دنیا کے ہر گوشہ میں جاری ہے حتیٰ کہ جانوروں میں بھی پایا جاتا ہے حضرت محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں میں کہیں جا رہا تھا میں نے دیکھا ایک کوا اور ایک کبوتر اکٹھے بیٹھے ہیں انہیں دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی اور میں ان کے اکٹھے بیٹھنے کی وجہ معلوم کرنے کے لئے ٹھہر گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ چلے تو معلوم ہوا کہ دونوں

لنگڑے تھے اور یہ مشابہت اور اشتراک تھا جس کی وجہ سے وہ اکٹھے بیٹھے تھے۔ پس کس طرح ممکن ہے کہ ایک شخص منافقت کے زور میں ہر وقت فتنہ پردازی کرے مگر وہ اسی قسم کے منافقوں کو چھوڑ کر اپنی دوستی کے لئے ایک مخلص کو چنے اور سارا وقت اس کے پاس صرف کرے۔ عقل سلیم اس بات کو قطعاً تسلیم نہیں کر سکتی۔ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ فطرت اسے رد کرتی ہے اور اس کا بنایا ہوا قانون اسے ٹھکراتا ہے ان کا آپس کا اتفاق اور گہرا اتصال بتاتا ہے کہ ان کی آپس میں کوئی بات ایسی ہے جو مشترک ہے اور کسی نہ کسی جگہ رگوں میں شرارت ضرور پائی جاتی ہے۔ پس میں پیشتر اس کے کہ اس مضمون کے دوسرے حصہ کی طرف متوجہ ہوں۔ ان لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر ان کے عذر مقبول ہو سکتے ہیں۔ تو اسی طرح جس طرح رسول کریم ﷺ منافقوں کے عذر منظور فرما لیا کرتے تھے ایک صحابی کہتے ہیں میں نے بھی ایک دفعہ رسول کریم ﷺ کے حضور عذر پیش کیا۔ مجھے آپ نے فرمایا ٹھہرو اور انتظار کرو۔ لیکن میں نے دیکھا منافق آتے اور عذر پیش کرتے۔ ان کے عذر آپ قبول کرتے چلے گئے۔ (بخاری کتاب المغازی حدیث کعب بن مالک) پس ایسے لوگ جن کے عذر قبول کئے جاتے ہیں وہ وہی ہوتے ہیں جن کے متعلق سمجھ لیا جاتا ہے کہ جب وہ بے حیا ہو گئے ہیں تو انہیں کیا کہیں۔ اس طرح تو عذر منظور ہو سکتے ہیں۔ ورنہ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو منافق نہیں سمجھا جاتا یا دوسرے مخلص ان کو منافقوں میں سے نہیں سمجھتے تو یہ غلط ہے۔ ہم ان کے عذرات سن کر ان کے افعال سے اس لئے چشم پوشی نہیں کرتے کہ وہ منافق نہیں۔ بلکہ اس لئے کرتے ہیں کہ وہ حد سے گزر گئے ہیں۔ انہیں نصیحت کرنا فضول ہو گا یا اس لئے کہ ان کو اصلاح کا موقع دیتے ہیں۔ تاکہ آئندہ کے لئے وہ اصلاح کر لیں۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ دنیا میں ہر قسم کی غلطیاں ہوتی ہیں۔ بعض غلطیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن سے خدا تعالیٰ کے انبیاء بھی پاک نہیں ہوتے۔ اور بعض غلطیاں ایسی ہوتی ہیں جن سے انبیاء تو پاک ہوتے ہیں لیکن خلفاء پاک نہیں ہوتے۔ پھر بعض غلطیاں ایسی ہوتی ہیں جن سے خلفاء تو پاک ہوتے ہیں مگر اولیاء پاک نہیں ہوتے۔ پھر بعض غلطیاں ایسی ہوتی ہیں جن سے اولیاء تو پاک ہوتے ہیں لیکن عام مومن پاک نہیں ہوتے۔ پھر بعض غلطیاں ایسی ہوتی ہیں جن سے عام مومن بھی پاک ہوتے ہیں لیکن ادنیٰ درجہ کے انسان پاک نہیں ہوتے۔ اور بعض غلطیاں ایسی ہوتی ہیں جن سے وہ بھی پاک ہوتے ہیں لیکن ان کے بعد میں آنے والے ان میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ دیکھنے والی چیز جو ہے وہ صلاحیت اور قابلیت ہوتی ہے اور یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ کس حد تک کسی کو وہ کمال حاصل ہے جو خدا تعالیٰ کے

فضل اور تائید کا وارث کر دیتا ہے۔ اس کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر درجہ کے انسان کے لئے دلائل مقرر ہیں مثلاً نبوت کے لئے دلائل ہیں۔ ان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ رسول کریم ﷺ سچے نبی تھے۔ اور جب ان دلائل کے رو سے آپ کی نبوت ثابت ہو جائے تو پھر آپ کے نبی ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ کہیں رسول کریم ﷺ اجتہادی غلطی بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اجتہادی غلطی آپ سے بھی ہو جاتی تھی۔ جو چیز ثابت ہونی چاہئے وہ یہ ہے کہ نبوت کے مقام پر خدا تعالیٰ نے آپ کو قائم کیا یا نہیں۔ ورنہ نادان جو آپ کی کوئی اجتہادی غلطی یا کسی فیصلہ کی غلطی یا قضا کی غلطی پکڑ کر یہ سمجھ لے کہ اس کا آپ سے اختلاف رکھنا اور آپ سے دشمنی اور عداوت کرنا معاف ہو جائے گا یہ سخت غلطی ہے۔ جب تک کوئی انسان آپ کا پوری طرح مطیع اور فرمانبردار نہ ہو گا۔ آپ کا حامی اور ناصر نہ ہو گا۔ آپ کی تحمید اور تعریف کرنے والا نہ ہو گا۔ خدا تعالیٰ کے حضور مغضوب اور ذلیل رہے گا۔ بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو چھوٹے چھوٹے جھگڑوں اور فسادوں کی وجہ سے نبی یا اس کے خلیفہ سے بغض و عداوت پیدا کر لیتے ہیں۔ کوئی مقدمہ ہوا جس کا فیصلہ ان کی منشاء کے ماتحت نہ ہوا۔ یا کوئی بات انہوں نے پیش کی جس کی طرف اس لئے توجہ نہ کی گئی کہ دبا دینے سے وہ بات رک جائے گی۔ تو وہ بات کو بڑھاتے اور فتنہ پیدا کرتے ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں ایک شخص کسی کے سامنے منافقت کی باتیں کر رہا تھا۔ وہ قادیان کی برائی بیان کر رہا تھا کہ ایک شخص نے سننے والے سے کہا تم بھی ان باتوں میں شامل ہو۔ کیوں ایسی باتیں سنتے ہو۔ اس نے کہا میرا فیصلہ بھی دو سال سے چلا آرہا ہے جو نہیں کیا جاتا۔ اس امر کو اس نے ان باتوں میں شمولیت کی وجہ قرار دے لیا۔ فیصلہ کرنا یا نہ کرنا میرا اور خدا تعالیٰ کا تعلق ہے۔ مگر میں نہیں سمجھ سکتا جو شخص ایک طرف تو بیعت کا مدعی ہو اور دوسری طرف خلیفہ پر اعتراض سنے۔ اور اعتراض کرنے والے کو اپنے عمل سے مدد دے۔ وہ کس طرح خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے بچ سکتا ہے۔ میرا تمہارا عام انسانوں کا سا تعلق نہیں بلکہ خلیفہ اور مرید کا تعلق ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے میری تائید میں کوئی نشان دکھائے ہیں یا نہیں۔ اس کا ایسا ثبوت ملتا ہے کہ جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا اگر عقل اور سمجھ سے کام لیکر دیکھا جائے تو خدا تعالیٰ کے نبیوں سے اتر کر خواہ کوئی کتنا بڑا ولی ہو۔ خدا تعالیٰ نے اس کے متعلق اتنے نشان نہیں دکھلائے جتنے میرے لئے دکھائے ہیں بھلا بتاؤ تو سہی وہ کونسا انسان گزرا ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ نے نبیوں سے پیشگوئیاں کرائیں۔ لیکن میرے متعلق میرے خدا نے نبیوں سے پیشگوئیاں کرائیں۔ بنی اسرائیل کی کتابوں میں

میرے متعلق پیشگوئیاں موجود ہیں کہ جب مسیح نازل ہوگا تو اس کا بیٹا اس کا خلیفہ ہوگا۔ پھر محمد ﷺ کی پیشگوئی میرے متعلق موجود ہے۔ آپ نے مسیح موعود کے متعلق فرمایا ہے "یتزوج و یولد لہ" حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی تشریح فرمائی ہے کہ مسیح موعود کی اولاد بھی موعود ہوگی۔ اس کی بیوی خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کو پورا کرنے والی ہوگی۔ اور اس کی اولاد پیشگوئی کی مصداق ہوگی۔ پھر دوسری پیشگوئی رسول کریم ﷺ نے رجال من اھل فارس (بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ الجمعۃ) فرمائی ہے کہ اہل فارس میں سے کچھ رجال ہوں گے جو دین کو آخری زمانہ میں مستحکم کریں گے۔ مسیح موعود رجل تھے۔ پس رسول کریم ﷺ نے رجال کہہ کر آپ کی اولاد کو بھی اس پیشگوئی میں شامل کیا ہے۔ اس سے اتر کر دیکھو تو نعمت اللہ صاحب ولی کی پیشگوئی موجود ہے۔ اور حضرت مسیح موعود نے اس کا ذکر کیا ہے جس میں لکھا ہے پسرش یادگارے بینم۔ صرف خلافت کا اس میں ذکر نہیں ہے حضرت مسیح موعود اور میرے درمیان خلافت تو ایک اور بھی ہوئی ہے۔ جو بہت بڑی خلافت تھی مگر نعمت اللہ صاحب ولی نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ وہ زمانہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو پھیلایا جائے گا وہ میرا زمانہ ہے۔ اور میرے زمانہ میں خدا تعالیٰ کی خاص برکات نازل ہونگی۔ اس لئے اس کی نسبت پیشگوئی کی گئی ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود کے الہامات دیکھو۔ ایک نہیں دو نہیں بہت سے ہیں۔ اور پھر آپ کی تحریروں سے بھی اس خلافت کا پتہ ملتا ہے۔ پھر میرے متعلق حضرت خلیفہ اول کی شہادت موجود ہے۔ پھر ایک دو نہیں۔ دس بیس نہیں۔ کم از کم ہزار کے قریب ایسے لوگ ہیں۔ جن میں احمدی اور غیر احمدی ہندو عیسائی شامل ہیں۔ کہ ان کو رؤیا کے ذریعہ یا تو پہلے یا میری خلافت کے دوران میں اس خلافت کا پتہ معلوم ہوا۔ ان میں سے ابھی تک بعض ایسے ہیں جو جماعت میں شامل نہیں ہوئے۔ ان سے شہادت لی جاسکتی ہے۔ جیسے ماسٹر فقیر اللہ صاحب غیر مبایع ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ میں خلیفہ ہو گیا ہوں۔ انہوں نے خود بیعت نہ کی۔ اور جب پوچھا گیا کہ آپ بیعت کیوں نہیں کرتے تو انہوں نے کہا میری خواب درست ہوگئی ہے باقی مجھے یہ نہیں کہا گیا تھا کہ میں بیعت بھی کروں۔ اسی طرح اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی تھے۔ ان کے متعلق اب سنا ہے نہ معلوم کہاں تک سچ ہے کہ ان کا سلسلہ سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ انہوں نے میری مخالفت کے دوران میں رؤیا دیکھی۔ اور پھر انہوں نے بیعت بھی کرلی۔ گو اس پر قائم نہ رہے۔ اسی طرح ڈاکٹر عبد اللہ صاحب جو میرے ایک فیصلہ پر ناراض ہو کر نظام سلسلہ سے الگ ہوگئے ہیں انہوں نے غالباً ۱۹۲۳ء

میں جب کہ میں لاہور گیا تھا۔ سنایا کہ باوجود اس کے کہ مجھے خرچ کی تنگی تھی۔ میں اس لئے ساتھ چلا ہوں۔ کہ مجھے خواب میں بتایا گیا ہے کہ گویا تمام نبوتوں کی برکات آپ کے ساتھ جمع ہیں۔ (مفہوم اس کے قریب قریب تھا) میں نے خلافت کے پہلے تین ماہ میں اس قسم کی خوابیں جمع کرائی تھیں۔ جو پانچ سو سے زیادہ تھیں۔ اور پھر ہر سال ایسے لوگوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اب بھی ایک صاحب نے جو پکے غیر مبایع تھے اچھے تعلیم یافتہ اور معزز شخص ہیں۔ رؤیا کی بنا پر بیعت کی۔ تھوڑا عرصہ ہوا وہ مجھ سے سخت بحث کرتے رہے اور کچھ ناروا الفاظ بھی انہوں نے استعمال کئے۔ گو ان کے دل میں سعادت تھی۔ اور انہوں نے بعد میں معافی مانگ لی تھی۔ خدا تعالیٰ نے ان کی راہنمائی کی اور انہوں نے بیعت کرلی۔ اسی طرح اور کئی لوگ بیعت کرتے رہتے ہیں جنہیں رؤیا اور کشوف ہوئے مگر یہ تمام نشان ایک ایسے انسان کے لئے ہیں جس کی ضد اور عداوت سے عقل نہ ماری گئی ہو۔ وہ دیکھ سکتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہوں۔ اب جو میرا مقابلہ کرے گا وہ خدا کا مقابلہ کرے گا۔ افسوس ان لوگوں پر جو ان نشانات سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ ورنہ میرے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ایسے ایسے نشان دکھائے ہیں جو عقل کے دروازے کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ لیکن جو انسان آنکھیں بند کرلے وہ کچھ نہیں دیکھ سکتا نبی نشان پر نشان دکھاتا ہے مگر منکر یہی کہتے رہتے ہیں کہ کچھ نہیں دکھایا حضرت مسیح موعود نے نشان پر نشان دکھائے بعض لوگ آئے جنہوں نے آکر کہا۔ ان کی تو پگڑی ٹیڑھی ہے۔ یہ مسیح موعود کس طرح ہو سکتے ہیں۔ آپ نے معجزہ پر معجزہ دکھایا۔ مگر بعض ایسے لوگ آئے جنہوں نے کہا یہ تو قاف صحیح طور پر نہیں بول سکتے یہ کہاں مسیح موعود ہو سکتے ہیں۔ آپ نے آیت پر آیت دکھائی۔ مگر ایسے لوگ آئے جنہوں نے کہا انہوں نے بیوی کے لئے زیور بنوائے ہیں۔ یہ بادام روغن استعمال کرتے ہیں انہیں ہم کس طرح مان سکتے ہیں۔ اسی طرح اور بہت سے اعتراض آپ پر کئے گئے۔ جن کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ آپ کی نسبت فرماتا ہے۔ وَلَا نُبْقِیْ لَکَ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ ذِکْرًا [1] (تذکرہ صفحہ ۵۳۸) کہ جو گندے اور بدنام کرنے والے الزام تجھ پر لگائے جاتے ہیں ہم ان کا ذکر بھی باقی نہیں چھوڑیں گے۔

پس جو اعتراض کئے جاتے رہے ہیں ان کے تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ نشانات سے مخالفین نے آنکھیں بند کرلیں اور ان نشانات کو بھی نہ دیکھا جو پہلے نبیوں نے آپ کے زمانہ کے متعلق بیان کئے تھے اور سمجھا کہ آپ کی تکذیب کرنے کے لئے انہیں بڑی پکی دلیل مل گئی ہے

اب وہ جو چاہیں کہیں خدا کی گرفت میں نہ آئیں گے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ جب کسی کو چنتا ہے تو اس پر نکتہ چینی کرنے والا کبھی معاف نہیں کیا جاتا۔ دیکھو رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے قضاء کے معاملہ میں مَیں بھی غلطی کر سکتا ہوں مثلاً ہو سکتا ہے کہ میں ایک کا حق سمجھوں۔ مگر اس کا نہ ہو۔ (بخاری کتاب الاحکام باب موعظۃ الامام للخصوم) گو رسول کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں۔ اگر کوئی اپنا یہی شغل بنالے کہ کہتا پھرے۔ محمد ﷺ نے فلاں غلط فیصلہ کیا تو چاہے وہ فیصلہ غلط ہی ہو تو بھی ایسا شخص خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے آئے گا۔ کیونکہ اس کی غرض یہ ہوگی کہ رسول کریم ﷺ کی تذلیل کرے۔ اس وجہ سے خدا تعالیٰ اسے پکڑے گا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ رسول کے فیصلہ کو دل سے نہ مانے اور اسے عملاً تسلیم نہ کرے (النساء:٦٦) لیکن باوجود اس کے کہ رسول کریم ﷺ نے کہہ دیا ہے کہ اس قسم کی غلطی ہو جانا منافی نبوت نہیں۔ لیکن چونکہ اس کے بیان کرنے کی غرض سوائے اس کے نہیں ہو سکتی کہ آپ کی تذلیل کی جائے اس لئے ایسا شخص بھی خدا کے غضب سے بچ نہیں سکے گا۔ پس ایسے امور جن سے سلسلہ کی ہتک اور تذلیل ہوتی ہو۔ میں کہتا ہوں جب ایسی باتیں جن کا تعلق بشریت سے یا غلطی سے ہو۔ ان کا بھی بیان کرنا اور ان کے خلاف باتیں مشہور کرنا جن کو خدا تعالیٰ نے کسی کام کے لئے کھڑا کیا ہو خدا کے غضب کا مستحق بنا دیتا ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں خدا کے فعل کو نقصان پہنچتا ہے۔ تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ وہ لوگ جو اعتراض میں شرافت کی حد سے بھی نکل جائیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب نہ ہوں جب خدا کا رسول غلطی کر سکتا ہے اور ہزار فیصلوں میں سے ایک فیصلہ اس کا نادرست ہو سکتا ہے۔ تو میرے لئے ہزار میں سو کا غلط ہونا ممکن ہے لیکن باوجود اس کے اگر کوئی یہ کہتا پھرے کہ اس نے فلاں فیصلہ غلط کیا۔ فلاں غلطی کی۔ چاہے وہ غلطی ہو پھر بھی اسے خدا تعالیٰ پکڑے گا۔ کیونکہ ایسا آدمی نظام کو توڑتا ہے پس میں کہتا ہوں خدا کے نشانوں سے آنکھیں بند نہ کرو اگر جان بوجھ کر بند کرو گے تو خدا تعالیٰ فی الواقع دل کا نابینا بنا دے گا۔ کئی لوگ حضرت صاحب کے پاس آکر کہتے کوئی نشان دکھاؤ تو آپ فرماتے کیا پہلے نشانات سے تم نے کوئی فائدہ اٹھایا کہ اور چاہتے ہو۔ جب پہلے ہزاروں نشانات سے تم نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا تو کسی اور سے کس طرح اٹھاؤ گے۔ ایسے لوگ ہمیشہ محروم ہی رہے اسی طرح یہود نے کہا تھا لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَہۡرَۃً (البقرۃ:٥٦) کہ ہم نہیں مانیں گے جبتک خدا کو کھلا کھلا نہ دیکھ لیں خدا تعالیٰ نے کہا۔ جاؤ تم پر پھٹکار اور لعنت ڈالی جاتی ہے یہود کا یہ مطلب نہ تھا کہ خدا

مجسم ہے وہ ہمارے سامنے آئے جسے ہم دیکھیں۔ اور نہ اس پر خدا تعالیٰ ان سے ناراض ہوا۔ جس بات پر ناراضگی ہوئی وہ یہ تھی کہ انہوں نے کہا ہم پہلے نشانات نہیں مانتے۔ ہمیں اب نشان دکھایا جائے۔ خدا نے کہا تم نے ہمارے پہلے نشانوں کی بے قدری کی اس لئے ہمیں بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں۔ جاؤ ذلیل اور خوار ہوتے پھرو۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے میرے متعلق جو نشانات دکھائے۔ اگر کوئی ان کی پرواہ نہیں کرتا تو وہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کو ضرور حاصل کریگا۔ خدا تعالیٰ کے کام نیارے ہوتے ہیں۔ حضرت صاحب کے کئی مخالف ابھی تک زندہ ہیں۔ لیکن ان کی حالت سے ظاہر ہو رہا ہے کہ کس طرح زندہ ہیں۔ مگر جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر اس وقت ظاہر کیا جب میں ابھی بچہ تھا کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔[1]

تیرے ماننے والوں کو تیرے منکروں پر غالب رکھوں گا وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ اپنی شرارتوں سے سلسلہ کو نقصان پہنچائیں گے ان کی ہستی ہی کیا ہے۔ بڑی سے بڑی طاقت بھی اگر مقابلہ کے لئے کھڑی ہوگی تو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ماتحت اس پر وہ لوگ جو میرے ماننے والے ہوں گے انشاء اللہ غالب رہیں گے۔ یہ خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی بات ہے۔ کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ ان کا دعویٰ اخلاص اور دین کی خدمت سب فضول جائیں گے۔ جس طرح حضرت موسیٰ کا مقابلہ کرنے کی وجہ سے بلعم کا ایمان نکل گیا تھا۔ اسی طرح خواہ کوئی ملہم بھی ہو۔ اگر وہ اس مقام کا مقابلہ کرے گا جس پر خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے تو اس کا بھی وہی حال ہوگا جو بلعم کا ہوا تھا یا اس سے بھی بدتر۔ یہ زمانہ اسلام کی آخری ترقی کا زمانہ ہے۔ میں نبوت یا ماموریت کا دعویدار نہیں ہوں۔ یہ صرف خدا کا فضل ہے کہ اس نے مجھے خلافت کے لئے چنا۔ میں نے کبھی خلافت کے لئے دعا نہیں کی اور نہ کبھی اس کے لئے خواہش کی۔ اس کے لئے کوئی ظاہری یا خفیہ کوشش بھی نہیں کی بلکہ میں تو اس سے خائف رہا۔ مگر خدا تعالیٰ نے جبراً پکڑ کر مجھے اس مقام پر کھڑا کر دیا۔ اور خدا تعالیٰ اپنے کئے ہوئے پر پچھتائے گا نہیں۔ کیونکہ اسلام کا خدا جو کام کرتا ہے۔ وہ اس سے پچھتایا نہیں کرتا۔

(الفضل ۴/ نومبر ۱۹۲۷ء)

[1] تذکرہ صفحہ ۵۳۸۔ ایڈیشن چہارم